Regd. L. No. 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd. L. No. 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کی اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

يهدى الله لنوره من يشاء

# نور

ہر ماہ کی ۳ ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

## ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے للعہ

" ششماہی عہ

" سالانہ سرپرستوں سے عہ

" امراء عشر

" ممالک غیر سے صرف

— آٹھ شلنگ

## مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

جلد ۲۵ | اخبار نور قادیان مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۱۲

# عالیجناب ہز ہائینس نواب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب والئی منگرول کا مکتوب گرامی

صاحب موصوف انیوالانامہ میں فرماتے ہیں کہ "مجی جناب مولوی محمد یوسف صاحب - السلام علیکم مزاج شریف - اخبار نور مجریہ ۱۷ ر جنوری پہنچا، اسکے ٹائیٹل پیج پر ہندی ترجمہ قرآن مجید تکمیل ہوجانے کا نیز سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی گورمکھی ترجمہ تکمیل کو پہنچنے کا حال پڑھکر دل بہت خوش ہوا اور بے اختیار زبان سے نکلا کہ جزاک اللہ فی الدارین خیرا - نیز اخبار مذکور کے دیگر مضامین بھی مجھے بہت پسند آئے۔

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود      مرد باید کہ ہراساں نہ شود۔

آپکا عزم و استقلال قابل داد ہے اور پھر ایسے موذی مرض کی حالت میں پندرہ پندرہ گھنٹے ایسا دماغی کام انجام دینا کارے دارد، دست بدعا ہوں کہ وہ مالک حقیقی اس خدمت دین کیلئے آپکو اجر جمیل عطا فرمائے، اور اس موذی مرض سے نجات کلی عطا فرما کر آپکو بیش از بیش اسلامی خدمات کی توفیق عطا فرمائے، اور کلام مجید کا ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کے بابرکت نتائج مرتب ہوں، باقی بفضلہ تعالیٰ ایں جا خیریت ہے، امید ہے کہ آپ معہ جملہ متعلقین بفضل خدا بخیر و عافیت ہونگے۔"

**نور** - آنمکرم نے خاکسار کیلئے جس رائے عالیہ کا اظہار فرمایا یہ حضور کی ذرہ نوازی، ورنہ من آنم کہ من دانم، قرآن مجید کے گورمکھی اور ہندی تراجم اور گورمکھی سیرت کی تکمیل یہ محض اللہ کا کرم ہے۔ ورنہ نہ میرے پاس روپیہ اور نہ صحت، اور پھر جس نامراد بیماری میں میں مبتلا ہوں ان کاموں کی تکمیل تو الگ خیال تک پیدا ہونا بھی مشکل ہے، ہاں وہ ذرہ نواز ہستی جس کے سامنے ان ہونی سی ہونی اور ناممکن سی ممکن اور نیست سی ہست ایک معمولی چیز ہے، جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصاء سے وہ بےنظیر معجزانہ کام لیا، کہ ایک دنیا دنگ رہ گئی، میرے ان کاموں کی تہ میں بھی اسی قادر مطلق ہستی کی دستگیری کارفرما ہے کہ جس نے محض اپنے کرم سے خاکسار کے دل میں ایک اضطراب، تڑپ، سوز، اور نہ بجھنے والی آگ پیدا کی کہ میں اس کے پیارے دین اسلام کی کچھ خدمت بجالاؤں جس کے ذریعہ میں نے نئی زندگی حاصل کی اور اسلام کی اس نعمت غیر مترقبہ کو اپنے ان دور افتادہ بھائیوں تک بھی پہنچاؤں جو ہماری ہی غفلت سے اسوقت اس بےنظیر روحانی دولت سے محروم رہے ہیں، دوست میرے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند قدوس اپنے فضل سے مجھے اس خدمت دین کی بڑھ چڑھ کر توفیق عطاء فرمائے، اور میں ہر ایک فرد تک اسلام کی اس نعمت عظمیٰ کو پہنچا سکوں تاکہ میرے یہ دور افتادہ بھائی اسلام کی اس روحانی دولت سے مالامال ہوکر حسنات دارین کے وارث بن سکیں، آمین۔

اللہ بخش سٹیم پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام محمد پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

# کہلانے والے اچھوت اور مسلمانوں کا فرض

اعلیٰ اقوام کے کہلانے والے ہندوؤں نے اچھوتوں کے ساتھ جو نازیبا سلوک کیا وہ ہندوؤں کے مسلمہ گرنتھ منوسمرتی میں موجود ہے، جس کا کچھ مختصر ذکر درج ذیل ہے۔ منوسمرتی ادھیائے ۸ اشلوک ۲۷۰ میں یہ درج ہے کہ "اگر شودر برہمن یا کشتری یا ویش سے سخت زبانی کرے تو اس کی زبان میں سوراخ کیا جائے، کیونکہ وہ عضو حقیر یعنی پاؤں سے پیدا شدہ ہے۔" پھر آگے اور دیکھئے۔ ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۱ میں یہ درج ہے کہ "جو شودر بلند آواز سے برہمن وغیرہ کا نام لے کر بلائے تو اس کے منہ میں بارہ انگل لوہے کی جلتی سلاخ ڈالدینی چاہئے۔" یہ تعلیم جیسی سخت گیر بلکہ بربریت پر مبنی ہے، اس کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے، کہ محض برہمن اور کشتری وغیرہ کا نام پکارنے سے شودر پر یہ عتاب نازل ہو کہ بارہ انگل لوہے کی گرم سلاخ شودر کے منہ میں ٹھونس دی جائے، اس ذہنیت کی موجودگی میں اگر شودر ایسی ہمدرد سوسائٹی سے اپنا قطع تعلق کرنے کیلئے آمادہ ہوجائیں، تو وہ بلاشبہ حق بجانب ہیں، باقی برہمن اور کشتری وغیرہ کا یہ کہنا کہ شودروں کا یہ شور "آب نہ دیدم موزہ کشیدم" کے مصداق ہے، کیونکہ شودروں کے ساتھ کبھی ایسا سلوک نہیں کیا گیا، مگر اس کا کریڈٹ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کو نہیں بلکہ برٹش سلطنت کو ہے جس کے تحت کوئی ہندو منوشاستر کے اس قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا، ہاں اگر بحیثیت مجموعی ہندو صاحبان واقعی منوجی کے اس قانون سے بیزار ہیں تو پھر ان کو چاہئے کہ متفقہ رائے سے منوشاستر سے اس قسم کے اقوال کو نکال دیں، جس صورت میں آپ لوگ منوسمرتی سے ان اقوال کو نکالیں بھی نہ اور پھر یہ بھی کہیں کہ شودر اسکو برا بھی نہ سمجھیں اور آپ سے لپٹے رہیں، تو اس روشنی کے زمانے میں جبکہ دنیا مساوات کی جویاں اور برادر ہڈ کی خواہشمند ہے، کون برداشت کر سکتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بدقسمت شودروں کیلئے منوسمرتی میں ایسے ایسے جابرانہ اور قہارانہ شلوک درج ہیں کہ جنہیں پڑھ کر اور سنکر ایک دفعہ سخت سے سخت دل کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، مثلاً ذرا منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۸۱ کو ہی ملاحظہ کیجئے جس میں یہ لکھا ہے، کہ "شودر اگر برہمن یا کشتری یا ویش کے ساتھ برابر بیٹھے تو اس کی کمر میں نشان کرکے نکال دیں خواہ اس کی سرین کو کاٹ دیں کہ وہ مرنے نہ پائے۔" ذرا غور تو کیجئے کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سخت گیر اور سخت تعلیم ہو سکتی ہے، کہ محض اس قصور پر کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے برابر بیٹھتا ہے اسکے بدن کے حصہ کو کاٹ دیا جائے، پھر اور دیکھئے منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۸۳ ۔ "جو شودر برہمن کے بال و پاؤں و داڑھی و گلا وغیرہ کو پکڑے، اس کا ہاتھ کاٹ دینا چاہئے، اور یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اس کو تکلیف ہوگی۔" پھر اور لیجئے منو ادھیائے ۸ شلوک ۳۸۰ "اگر تمام پاپوں (گناہوں) کو برہمن نے کیا ہو تو بھی اس کو قتل نہ کرنا چاہئے۔" اس کے آگے اور دیکھئے منو ادھیائے ۱۰ شلوک ۱۲۹ "شودر صاحب بقدرت ہوکر بھی دولت جمع نہ کرے۔" اور "اگر دولت پیدا کرے تو راجہ کو چاہئے کہ اس کی دولت چھین کر اس کو جلد اپنے ملک سے نکال دے۔" منو ادھیائے ۱ شلوک ۹۶ - شکر ہے کہ اسوقت ہندوستان میں برٹش حکومت ہے، ورنہ آج اچھوت اقوام کچھ لوگ آسودگی میں نظر نہ آتے، بلکہ ان کے دل میں کبھی یہ خیال بھی پیدا نہ ہوتا، کہ ہم دولت جمع کریں، پھر اور لیجئے منو ادھیائے ۴ شلوک ۸۹ میں یہ درج ہے کہ "جو شخص شودر کو دھرم کا اُپدیش کرتا ہے وہ مع اس شودر کے دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں گرایا جاتا ہے۔" بالمیک رامائن اتر کانڈ میں شری رامچندر جی نے ایک نجات کے خواہشمند عبادت گذار شودر سے جو سلوک کیا اس کا تصور ہی کپکپی پیدا کرنے کیلئے کافی ہے، اس تعلیم کی موجودگی میں اگر کہلانے والے شودر ہندوؤں سے الگ ہو رہے ہیں تو وہ نہ صرف یہ کہ حق بجانب ہیں، بلکہ ہمدردی کے مستحق ہیں، باقی رہا یہ سوال کہ کونسا مذہب ان کہلانے والے شودروں کو انسانی حقوق یا بالفاظ دیگر مساوات دے سکتا ہے، تو لے دے کر دو ہی مذہب ہیں ایک عیسائی اور دوسرا اسلام، عیسائی مذہب اختیار کرنے سے ہو سکتا ہے کہ شودروں کی کسی حد تک تمدنی حالت اونچی ہو سکے، مگر مساوات کا ملنا مشکل، کیونکہ عیسائیوں میں بھی گورے اور کالے کا سوال موجود ہے، لہٰذا کہلانے والے شودر عیسائی ہوکر بھی کالے کے کالے ہی رہیں گے ہاں اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے، جس میں کالے اور گورے کی کوئی تمیز نہیں، سب باہمی بھائی بھائی ہیں، کیونکہ فرقان کریم کا یہ ارشاد ہے "اکرمکم عند اللہ اتقاکم" یعنی تم میں وہی مکرم ہے جو نیک ہے، مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو، ایک مسلمان بادشاہ کے ساتھ ایک گودڑی پوش درویش بھی پہلو بہ پہلو کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے اس بنا پر پچھلی صف میں کھڑا نہیں کر سکتی کہ وہ غریب یا درویش ہے، گویا دوسرے الفاظ میں اسلام میں ذات پات کا سوال ہی نہیں ہے، اور کہلانے والے شودر اگر حقیقی مساوات کے خواہشمند ہیں تو وہ صرف انہیں مسلمانوں میں ہی میسر ہو سکے گی، جب سے کہلانے والے اچھوتوں نے ہندو مذہب سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیزاری کا اظہار کیا ہے، ہندوؤں میں ایک اضطراب اور تلملاہٹ سی پیدا ہو رہی ہے، اور ہونی بھی ضروری تھی، کیونکہ چھ سات کروڑ کا تڈی دل کوئی معمولی بات نہیں، یہ ٹڈی دل جس کے ساتھ بھی ہوگا، سیاسی میدان میں اس کی کامیابی میں کلام ہی کیا ہے، مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس کیلئے مسلمانوں میں ایک گونہ جمود سا طاری ہے حالانکہ مسلمانوں میں اس کیلئے غیر معمولی جوش ہونا چاہئیے تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تبلیغ اسلام کیلئے ایک سنہری موقعہ دیا ہے، قدرت ایسے سنہری مواقع روز روز مہیا نہیں کرتی، ہمیشہ گرم لوہے پر ہی چوٹ ٹھیک بیٹھتی ہے اور اب لوہا گرم ہے، اگر بدقسمتی سے مسلمانوں کو اس کیلئے کوئی روحانی جذبہ نہیں ابھار سکتا تو کم از کم انہیں سیاسی جہت سے ہی اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئیے تھا گو اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد سات آٹھ کروڑ کے لگ بھگ ہے، مگر پھر بھی یہ ہندوؤں کے مقابلے میں ایک نمایاں اقلیت میں ہیں اور مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کے منصوبے آج کسی تشریح کے محتاج نہیں، ہندو مہاسبھا اور پھر دوسری ہندوؤں کی اہم مجالس میں شنکر آچاریہ وغیرہ یہ اعلان کر ہی چکے ہیں کہ ہندوستان ہندوؤں کیلئے ہے، دیگر اقوام مہمان ہیں اور انہیں مہمان کی حیثیت سے ہی رہنا چاہئیے، ہندوؤں کی یہ دار تنگ مسلمانوں کیلئے کافی تنبیہ کا موجب ہونی چاہئیے اور اس کا ایک ہی علاج ہے، کہ ہم اپنی سب توجہ تبلیغ کی طرف لگا دیں، اور اچھوت اقوام میں موجودہ ہل چل نے مسلمانوں کیلئے تبلیغ کا ایک سنہری موقعہ پیدا کر دیا ہے یہ تھوڑی سی جدوجہد سے ہی چھ سات کروڑ کے اس ٹڈی دل کو اپنے اندر لے سکتے ہیں، اور اگر انہوں نے اس سنہری موقعہ کو کھو دیا تو پھر سوائے کف افسوس ملنے اور سر دھننے کے اور کوئی چارہ نہیں رہیگا کیونکہ ع

پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

آج سے بیس سال قبل میں نے نور کے ذریعہ یہ آواز بارہا بلند کی کہ راجپوتانہ میں مسلمان راجپوت جو عرف عام میں ملکانہ کہلاتے ہیں، کفر کے کنارے پر کھڑے ہیں، اگر ان کی خبر نہ لی گئی تو ان کی آج بھی خیر نہیں اور کل بھی نہیں اسوقت مسلمانوں نے میری بات کی پرواہ نہ کی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء میں راجپوتانہ میں ارتداد کی وہ باد سموم چلی کہ خدا کی پناہ، اس سے قبل جو بات ایک پیسے میں ہو سکتی تھی اسوقت روپیہ سے حاصل کرنی بھی مشکل ہو گئی، ایسا ہی میں دیر سے اچھوتوں کے متعلق بھی اپنے اخبار میں لکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کو اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہئیے، اور اب تو خدا نے بھی کچھ تائیدی سامان پیدا کر دئے ہیں اگر اب بھی مسلمانوں نے ہوش نہ کی تو خدا کسی کا دوست نہیں، خدا انہی کا دوست ہے، جو جدوجہد کرتے ہیں مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہوں، ہاں ہم مسلمانوں کیلئے یہ ایک آسانی ہے کہ ہمارا مذہب ایک ہمہ گیری کی خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے یہ خصوصیت ہمارے لئے تب ہی مفید ہو سکتی ہے، اگر ہم اس سے کام لیں، لہٰذا مسلمانوں کو اچھوت اقوام کو اپنے اندر لینے کیلئے اس وقت پوری سعی اور کوشش سے کام لینا چاہئیے، ورنہ یاد رکھو پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر ہمارے یہی لیل و نہار رہے تو کچھ تعجب نہیں کہ ہمارے وطنی بھائی ہمیں بھی اسی راستے سے گزارنے کی کوشش کریں، جس راستے سے انہوں نے اچھوتوں کو گذارا اور اس کے ازالہ کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم اپنی سب توجہ اپنے سب تفکرات اور اپنی سب جدوجہد کو تبلیغ پر لگا دیں، قدرت ہماری تبلیغی یاوری کیلئے اچھے سے اچھے موقعے مہیا کر رہی ہے اگر ہم فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ ہماری صریح بدقسمتی ہے، خدا مسلمانوں کو سمجھ دے اور وہ اپنے نفع نقصان کو پہچانیں، ورنہ گذرا وقت ہاتھ نہیں آتا، تاریخ اس بات کی گواہ ہے، کہ بعض اوقات صرف دو یا چار منٹ کی تاخیر نے اقوام کی قسمت کو الیا دھکا دیا کہ پھر بنائے بات نہ بن سکی، موجودہ حالات میں اچھوت اقوام میں تبلیغ کیلئے تاخیر یقینی ایسے مضر نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی کہ اس کے بعد ہمارے لاکھ ہاتھ پاؤں مارنے سے بھی بات نہ بن سکے گی، یہ وقت ہے خواہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر ذلت کی کھاری میں گر جائیں یا جدوجہد کر کے ترقی کی اٹاری پر پہنچ جائیں وقت کی قدر کرو، زمانہ کی نزاکت کو پہچانو، حالات پر غور کرو، پھر لکیر پیٹنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، اس کسان سے بڑھ کر بیوقوف کون جو اسوج یا کاتک میں تو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہے اور ماگھ میں اپنا ماتھا پکڑ کر بیٹھ جائے کہ میرے کھیت میں گندم نظر نہیں آتی، مسلمانوں تم اس بدقسمت کسان کی طرح نہ ہو، بلکہ اس خوش قسمت کسان کی طرح بنو، جس نے اسوج اور کاتک میں کھیت میں خوب محنت کی، اور بیساکھ میں اس کی کھیتی ایسا پھل لائی کہ وہ نہال ہو گیا۔

# شذرات

## آریوں کا اچھوتوں کو مشورہ

منوسمرتی میں اچھوتوں کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، ۱۹ر جنوری کا پرکاش اچھوتوں کو مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "تم لوگ یہ کیوں سمجھتے ہو کہ منوسمرتی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ تمہارے متعلق ہے تم اپنے تئیں شودر کیوں مانتے ہو اگر اسپر انکی تسلی نہیں ہوتی، تو وہ منوسمرتی کا ایک سنشودھت سنسکرن (اصلاح شدہ ایڈیشن) چھپوا لیں، جس میں سے وہ تمام شلوک نکال دیں، جن پر انہیں اعتراض ہے" پہلے امر کے متعلق یہ سوال ہے کہ اگر کہلانے والے اچھوتوں کو اعلیٰ قوم کے ہندو شودر نہیں سمجھتے تو پھر ان سے چھوت کیوں کی جاتی ہے، کھانے پینے اور رشتہ داری کے تعلقات میں انہیں برابری کیوں نہیں دی جاتی اور اگر یہ کہلانے والے اچھوت اپنے آپ کو برہمن یا کشتری کہنا شروع کر دیں تو پھر کیا برہمن یا کشتری ان سے برابری کا سلوک شروع کر دینگے؟ یقیناً نہیں تو پھر اس مغالطہ دہی کا فائدہ کیا؟

باقی رہا جواب کا دوسرا پہلو کہ کہلانے والے اچھوت منوسمرتی سے شودروں کے متعلق اقوال حذف کر کے اپنے لئے من مانا ایڈیشن چھپوا لیں، تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ ایڈیشن برہمن اور کشتریوں وغیرہ کیلئے قابل حجت ہوگا؟ یقیناً نہیں، کیونکہ اگر ایسی بات ہو تو پھر برہمن اور کشتریوں کو خود ہی ایسا ایڈیشن شائع کر دینا چاہئیے، تو جب صورت یہ ہو تو کہلانے والے شودروں کو اس بکھیڑے میں پڑنے کی کیا ضرورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس سے فائدہ ہی کیا، اس سوال کا سیدھا جواب یہی ہے کہ یا تو اعلیٰ اقوام کے ہندو اچھوتوں کو مساوات دیں اور یا پھر ان کے راستے میں روک نہ بنیں۔

## بات معقول ہے

۱۹ر جنوری کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ اگر یہ آٹھ کروڑ اچھوت سکھ بن جائیں۔ تو ہندوؤں کیلئے کوئی خطرہ نہیں" بات معقول ہے کیونکہ سکھ ہندو ہی ہیں یا وہ اپنے آپکو ہندوؤں کے اس قدر قریب لے آئے ہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کی ذہنیت میں تمیز کرنی قریباً مشکل ہوگئی ہے باقی رہا سوال یہ کہ اچھوتوں کے سکھ بننے سے اچھوتوں کی مشکلات دور ہوسکیں گی۔ اس لئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی تاریخ کا شیر پنجاب دوسری جگہ لکھتا ہے کہ" لاہور میں مذہبی سکھوں سے پوچھو کہ ذات پات کے تعصب کی شکایت انہیں کس سے ہے تو یقیناً جواب دینگے کہ ڈاکٹر نند سنگھ کے بھائیوں سے"۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اگر اچھوت سکھ بن جائیں تو اس بات کی کیا ضمانت ہے، کہ ڈاکٹر نند سنگھ کے بھائی انہیں تنگ نہیں کرینگے جبکہ وہ مذہبی اور رہتیہ سکھوں کو تنگ کر رہے ہیں، تو ان حالات کی موجودگی میں اچھوتوں کا سکھ بننے سے انکی تمدنی مشکلات کا حل ہونا مشکل ہے۔

## اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے اچھوتوں کو جلتی آگ میں دھکیل دیا

۲۳ر جنوری کا پرتاپ لکھتا ہے، کہ" ضلع گیا کے ایک گاؤں جلپوش سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے چار ہریجنوں (اچھوتوں) کو نہایت بے رحمی سے اذیت پہنچائی، گاؤں میں مویشیوں کا ایک وبائی مرض پھیلا ہوا تھا، گاؤں کے ہندوؤں نے چماروں کو بلا کر کہا کہ چونکہ تم لوگ ہی اس وبائی مرض کے ذمہ دار ہو اس لئے اس کا انسداد کرو، چماروں نے جواب دیا کہ ہم کیا کرسکتے ہیں نہ ہم نے یہ مرض پھیلایا اور نہ ہمارے پاس اس کا علاج جس پر ان چماروں کو جلتی آگ میں دھکیل دیا گیا"۔

پھر ۱۷ر جنوری کا پرتاپ لکھتا ہے کہ مقام کھیارسولی علاقہ مسوری کے ایک نوجوان برہمن سنت کمار مکرجی کو جو کچھ عرصہ سے ہریجن ادھار (اچھوت اقوام کی اصلاح) کا کام کر رہے تھے۔ گاؤں کے قدامت پسند برہمنوں نے برادری سے خارج کر دیا"۔ جب اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں کی ذہنیت کا یہ حال ہو تو ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوؤں کے زیر اثر رہتے ہوئے اچھوتوں کے کبھی بھلے دن بھی آسکیں گے۔ اچھوتوں کو سکھ کا سانس اسلام کے زیر سایہ ہی میسر آسکتا ہے، جہاں کوئی اچھوت نہیں سب مسلمان بھائی بھائی ہیں اور جن کے ہاں وہی معزز ہے جو زیادہ نیکوکار ہے۔

## مباحثات سے بچو!

مجھے آریہ گزٹ کی اس رائے سے پورا اتفاق ہے کہ آجکل بعض جھگڑالو اور پیشہ ور اشخاص نے اپنا یہ روزگار بنالیا ہے کہ کہیں چلے گئے وہاں جاکر دو چار سخت باتیں کیں اور مباحثہ کا چیلنج دے دیا۔ ایسے لوگ سوائے فساد برپا کرنے کے اور کوئی مطلب نہیں رکھتے، ان کی روزی کا طریقہ ہی یہ بن چکا ہے"۔ بات بہت معقول ہے کیونکہ اس سے باہمی آزردگی اور کشیدگی پھیلتی ہے اس کے ازالہ کی ایک ہی صورت ہے کہ کوئی سوسائٹی ایسے پیشہ ور لوگوں کو منہ نہ لگائے، ورنہ بغیر اس کے اور کوئی اصلاح کی صورت نہیں۔ ہاں پریم اور محبت کے ساتھ تحقیق حق کیلئے تبادلۂ خیالات کا دروازہ کبھی بند نہ ہونا چاہئے۔

## ویدوں کا ترجمہ

لوگ اس بات کے بہت خواہشمند ہیں کہ ویدوں کے تراجم اردو زبان میں لوگوں کے سامنے آسکیں، اس وقت تک سوامی دیانند جی کا یجر وید کا مکمل اور رگوید کا ادھورا ہندی ترجمہ ہے، باقی سام اور اتھر وید کا کوئی مستند ترجمہ نہیں، اگر اور نہیں تو کم از کم آریہ صاحبان سوامی دیانند کے کئے ہوئے یجر اور رگوید کے تراجم کو ہی اردو کا لباس پہنا سکتے تو بھی غنیمت تھا، کیونکہ ان تراجم کی ہندی مشکل ہے کہ جس سے معمولی ہندی دان خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، باقی آریہ سماج اس سے انکار نہیں کرسکتی کہ اردو زبان میں ویدوں کے تراجم کی ضرورت نہیں۔ جب آریہ گزٹ، پرکاش، ملاپ، پرتاپ وغیرہ کیلئے ضرورت ہے، کہ وہ اردو لباس میں نمودار ہوں تو ویدوں کے اردو تراجم کی ان سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔

## ویدوں کے تراجم کی اہلیت

۲۶ر جنوری کے آریہ گزٹ نے ویدوں کے تراجم کیلئے اہلیت کے واسطے ایک بہت قابل قدر بات لکھی ہے، آپ لکھتے ہیں کہ" کیونکہ پربھو کی بانی (خدائی کلام) صرف ودیا کا وشہ (علمیت پر مبنی) ہی نہیں ہے اس کیلئے بانی (کلام) کے سوامی (مالک) پرماتما (خدا) سے ڈائرکٹ سمبندھ (تعلق) کی ضرورت ہے تاکہ اسکی بانی کے شبدوں (الفاظ) کا اصلی ارتھ اور مطلب اسی سے سمجھا جاسکے"۔ کیا یہ براہ راست تعلق سوائے الہام کے اور بھی کسی ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے؟ موجودہ زمانے میں جس کا آریہ سماج قائل نہیں اگر الہام کے سوا براہ راست تعلق کا اور بھی کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو میں مشکور ہونگا اگر آریہ گزٹ کے ایڈیٹر مہاشہ اس پر کچھ روشنی ڈال سکیں۔

## موجودہ تعلیم اور ہندوستانی

کیونکہ ہندوستانی لوگ تعلیم کو محض ملازمت کیلئے حاصل کرتے ہیں، اور آج کل تعلیم عام ہوچکی ہے، ملازمتیں ملتی نہیں، اس لئے بیکاری کا دور دورہ ہے اور بیکاری سے جو قباحتیں پیدا ہو رہی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں، اسلئے ضرورت ہے کہ طریقہ تعلیم کو بدل دیا جائے کتابی تعلیم کے ساتھ ساتھ صنعت کی تعلیم بھی ہونی چاہئے تاکہ نوجوان اپنی روزی کما سکیں، ورنہ بغیر اس کے مشکلات دن بدن زیادہ ہی ہوں گی، تعلیمی محکمہ کے افسران کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## موجودہ موسم کیلئے ایک مفید نسخہ

موسم سرما یا جس وقت موسم سرما تبدیل ہونے پر آتا ہے، تو بلغمی امراض مثلاً نزلہ، زکام، کھانسی کا عام دور دورہ شروع ہوجاتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات دمہ، دق اور سل تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے، لہٰذا ضرورت ہے کہ اس موسم میں کسی ایسی چیز کا استعمال ہونا چاہیئے جو ان امراض سے محفوظ رکھے، اگر کھانا کھانے سے پہلے تھوڑا سا ادرک شہد کے ہمراہ استعمال کیا جائے اس سے جہاں ایک طرف بلغم پیدا نہیں ہوگی، وہاں معدہ صاف ہوکر بھوک بڑھیگی، کھانسی، زکام، نزلہ اور دمہ وغیرہ دور ہوکر گلا صاف رہیگا، معمولی نسخہ ہے اور ہر جگہ باآسانی دستیاب ہوسکتا ہے۔

## سوامی دیانند کی اصلاحات

۲۶ر جنوری کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "رشی دیانند کی برکت سے ہندوؤں میں کئی مجلسی اصلاحات نظر آرہی ہیں مثلاً بال ودھوا بیاہ وغیرہ" یہ ایک زیر بحث نہیں بلکہ فیصل شدہ مضمون ہے، کہ یہ اصلاحات یقیناً اسلام کی ہمسائیگت اور اس کی برکت کا نتیجہ ہے، چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان اصلاحات میں آریہ سماج نے جہاں بھی اسلام سے اختلاف کیا، اسے اس کے مذموم نتیجہ سے دوچار ہونا پڑا ہے اور آخر کار اسلام کے عقیدہ کی ہی پناہ لینی پڑی ہے، مثلاً آریہ سماج اصولاً نکاح بیوگاں کو جائز قرار نہیں دیتا، اس کی جگہ انہوں نے نیوگ کو دی ہے، مگر عملی زندگی میں آریہ سماج کو مجبور ہونا پڑا ہے کہ وہ اپنے اس نیوگ کے عقیدہ کو ترک کرکے اسلامی عقیدہ یعنی نکاح بیوگاں کی پناہ لے، تو اب ان اصلاحات کیلئے ویدک دھرم کی ہے ہے یا اسلام کی فتح، اسے ہر ایک عقلمند بہتر سمجھ سکتا ہے۔

(۱۴)
بغیر بلائے کسی کے ہاں جانا، بغیر پوچھے بات کہنا اور ہر کسی کا اعتبار کر لینا بے وقوفی کی علامت ہے۔

## آنجہانی شہنشاہ جارج پنجم کی زندگی پر ایک نظر

شہنشاہ جارج پنجم جن کی وفات ۲۰ر جنوری کو رات کے ۱۱ بجکر ۵۵ منٹ پر ہوئی، ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے تھے وہ شاہ ایڈورڈ ہفتم و ملکہ الیگزینڈریا کے دوسرے بیٹے تھے، ۱۸۷۷ء میں جہاز برٹن نامی پر کیڈٹ کے طور پر بحری ملازمت میں آئے، اور دو سال تک جہازی ملازمت میں رہے، زاں بعد انہوں نے بچانٹے نامی جہاز پر سوار ہوکر تمام دنیا کا بحری سفر کیا، ۱۸۹۲ء میں تاج و تخت انگلستان کے اصلی وارث ڈیوک آف کلیرنس کی وفات ہوئی جس کی وجہ سے پرنس جارج تخت و تاج کے وارث قرار پائے، ۱۸۹۳ء میں ان کی شادی شہزادی میری سے ہوئی جب شاہ ایڈورڈ ہفتم تخت نشین ہوئے، تو پرنس جارج کو ۱۹۰۱ء میں ڈیوک آف کارنوال اور زاں بعد پرنس آف ویلز مقرر کیا گیا، سال ۱۹۰۱ء میں پرنس آف ویلز (شاہ جارج) اور پرنسس میری نو آبادیات کی سیاحت کو نکلے ۱۹۰۵ء میں وہ ہندوستان آئے، ۱۹۱۰ء میں پرنس جارج شہنشاہ جارج پنجم کے لقب سے تخت نشین ہوئے، ۱۹۱۱ء میں شاہ جارج اور ملکہ میری دوسری بار ہندوستان آئے، اور یہاں دسمبر میں دہلی دربار ہوا، جس میں شاہ جارج کی تاجپوشی کی ایک اور رسم ادا کی گئی، یعنی انہوں نے شہنشاہ ہند کا لقب اختیار کیا، ۱۹۱۳ء میں شہزادی وکٹوریہ لوئیس کی شادی ہوئی، اور اس سلسلے میں بادشاہ اور ملکہ کو برلن جانا پڑا، اپریل ۱۹۱۴ء میں دونو پیرس گئے، اس کے بعد جنگ عظیم چھڑ گئی شہنشاہ نے ملک کے کاز میں دل و جان سے دلچسپی لینی شروع کی، جنگ کے دوران میں بھی شہنشاہ پیرس میں فوجی ہیڈ کوارٹر میں گئے، اور بحری بیڑے کا جبکہ وہ سرگرم عمل تھا، معائنہ کیا، ۱۹۳۱ء جب ملک میں زبردست اقتصادی کساد بازاری کا دور دورہ ہوا، تو شاہ نے اپنے اخراجات سے پچاس ہزار پونڈ سالانہ قربان کردیا، گذشتہ سال کے اخیر میں شاہ کی تاجپوشی کے پچیس سال ختم ہوئے، اور سلطنت برطانیہ کے طول و عرض میں سلور جوبلی منائی گئی، ۱۹۲۸ء میں بھی بادشاہ پر بیماری کا سخت حملہ ہوا تھا، اور حالت نازک ہوگئی تھی، مگر وہ بچ گئے تھے لیکن اسدفعہ بیماری کا حملہ مہلک ثابت ہوا۔

## سر چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی اسلامی خدمات

سر ظفر اللہ کی خدمت اسلامی کے متعلق ہم نے جو مضمون لکھا تھا، ہم کو یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے، کہ وہ جاذب توجہ ثابت ہوا، چنانچہ لاہور سے ہمارے ایک معزز دوست تحریر فرماتے ہیں، چوہدری سر ظفر اللہ کی قابلیت اور کارگزاری کے متعلق آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح - وہ واقعی بڑے روشن دماغ اور عالی حوصلہ مدبر ہیں، اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ بڑی مستقل مزاجی سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اگر وہ قادیانی نہ ہوتے تو مسلمانوں کو ان کی ذات پر فخر ہوتا اور سارا ہندوستان ان کو اپنے سر آنکھوں پر جگہ دیتا، ہم اپنے دوست کے اس اعتراف کو مسرت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور ان سے باادب پوچھتے ہیں کہ سیاسیات کو فرقہ بندی سے کیا تعلق ہے، اگر مسلمان سر آغا خاں کو لیڈر بنا سکتے ہیں، اگر مسلمانوں کی عنان قیادت مسٹر جینا سنبھال سکتے ہیں، اگر مسلمان سر ابراہیم رحمت اللہ کو اپنا رہنما مان سکتے ہیں، تو سر ظفر اللہ کی بے ریا قومی خدمت کی کیوں نہ قدر کی جائے، اور وہ مسلمانوں کی حق رسائی کی جو سعی مشکور فرما رہے ہیں، اس کا احسان کیوں نہ مانا جائے سر ظفر اللہ سے پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کے پانچ مسلمان ممبر ہوچکے ہیں، مگر کیا کسی نے اس جرأت، بے باکی اور اس بے غرضی سے مسلمانوں کی خدمت کی، جس طرح کہ سر ظفر اللہ کر رہے ہیں، ان کی لیاقت اور کارگزاری کا ہمارے دوست کو اعتراف ہے، یہ بھی وہ مانتے ہیں کہ وہ بڑی مستقل مزاجی سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں، پھر ان کی اسلامی خدمات پر محض اسوجہ سے پانی پھیر دینا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ میرزا غلام احمدؐ کو مجدد یا امام مانتے ہیں، کیا اسلام کے نزدیک جائز اور قرین انصاف ہے، ہندوؤں کو دیکھو کہ وہ جینیوں، سکھوں بلکہ پارسیوں کی کس قدر تائید کرتے ہیں کیونکہ ان فرقوں کو ہندوؤں سے مماثلت یا ہمدردی ہے، پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ ایک کلمہ گو اہل قبلہ اور نیک دل مسلمان کو جو قومی خدمت بڑی سرگرمی سے کر رہا ہے اور اسلام کا فدائی ہے، اس وجہ سے قابل قبول نہ قرار دیا جائے کہ وہ مرزائے قادیان کا مرید ہے، ہمارے دوست لکھتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی بڑی خدمت کرتے ہیں، لیکن ذرا دیکھا تو جائے کہ جتنے مسلمانوں کو انہوں نے روزی پر لگایا ہے اور جن معاملات میں انہوں نے اپنا اثر و اقتدار صرف کیا ہے، ان کو قادیانیوں سے کیا لگاؤ ہے، ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آغا خاں تو مسلمانوں کے لیڈر ہوں اور مسلمان ان کی گولڈن جوبلی منائیں لیکن سر ظفر اللہ کی قومی خدمات کو نظر انداز کر دیا جائے (ہمدم ۲۹ جنوری)

# اچھوت اقوام کے متعلق

## مفید معلومات

(از جناب ڈاکٹر عزیز احمد صاحب راجنند گاؤں سی پی)

ہندوستان میں ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق قریباً ۵ کروڑ ہندو اچھوت ہیں، اور یہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پھیلے ہوئے ہیں، انکی تقسیم اسطرح پر ہے:-

| | | | |
|---|---|---|---|
| یوپی میں | ایک کروڑ ۳ لاکھ | بنگال میں | ۶۸ لاکھ |
| آسام میں | ۱۸ لاکھ | بہار اڑیسہ | ۵۷ لاکھ |
| سی پی میں | ۲۸ لاکھ | بمبئی میں | ۲۰ لاکھ |
| پنجاب میں | ۱۲ لاکھ | مدراس میں | ۷۲ لاکھ |
| دیگر صوبجات میں | ایک لاکھ | دیسی ریاستوں میں | ایک کروڑ گیارہ لاکھ |

اچھوتوں کی مختلف ذاتوں کی تعداد قریباً پونے تین سو ہے نصف سے زیادہ (قریب ۱۵۰) ذاتوں میں دس دس ہزار سے زیادہ افراد نہیں، قریب ۸۸ ذاتوں میں ایک ایک ہزار سے زیادہ افراد نہیں اور قریب ۲۶ ذاتیں تو ایسی ہیں کہ ایک ایک سو سے زیادہ افراد نہیں، باقی پندرہ ذاتوں میں کچھ زیادہ افراد ہیں، ان میں سے پانچ ذاتوں یعنی کورو، ڈوم، بھنگی، کوری، بلائی میں پانچ پانچ سات سات لاکھ تک افراد ہیں ان کی مجموعی تعداد قریباً ۳۸ لاکھ ہے، جن میں سے ۲۸ ہزار حروف شناس ہیں، پاسی، ہندو، دھوبی، درادھ، پریا، بگڑی ذاتوں میں اور بھی زیادہ لوگ ہیں، بارہ بارہ لاکھ کے قریب افراد ہیں، جن کی مجموعی تعداد قریباً ۶۸ لاکھ ہوتی ہے، ان سب میں قریباً ۳۸ ہزار افراد حروف شناس ہیں۔ باقی پانچ ذاتیں بڑی ہیں:-

(۱) نام شُدر یا چنڈال - جو اکثر آسام اور بنگال میں آباد ہیں ان کی تعداد ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۲۲ لاکھ سے اوپر ہے، ان میں ایک لاکھ پینتالیس ہزار آدمی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں

(۲) آدی دراوڑ - یہ لوگ احاطہ مدراس میں سولہ لاکھ کی تعداد میں آباد ہیں، ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے، ۱۹۳۱ء میں مدراس احاطہ کے ضلع رام ناد میں اونچی ذات کے ہندوؤں نے حسب ذیل ریزولیوشن پاس کئے تھے، جس سے ان کی حالت کا اندازہ ہو سکیگا۔

(۱) آدی دراوڑ گھٹنے کے نیچے کوئی کپڑا نہ پہنے۔
(۲) آدی دراوڑ سونے چاندی کا کوئی زیور نہ پہنے۔
(۳) یہ لوگ کوٹ قمیص اور بنیائن نہ پہنیں۔
(۴) یہ لوگ سر کے بال نہ کٹائیں۔
(۵) مٹی کے برتن کے سوا کوئی دوسرے برتن استعمال نہ کریں۔
(۶) آدی دراوڑ چھاتا اور کھڑاؤں کا بھی استعمال نہ کریں،
(۷) یہ لوگ کسی قسم کی تعلیم حاصل نہ کریں۔
(۸) آدی دراوڑ اپنی تمام زمینیں میراث دار کو بیچ دیں اور میراث دار کے غلام بن کر رہیں،
(۹) اگر یہ لوگ زمینیں نہ بیچیں تو ان کو آبپاشی کے لئے پانی نہ دیا جائے۔
(۱۰) میراث دار کے ہاں صبح ۷ بجے سے شام کے ۵ بجے تک خدمت میں مصروف رہیں، اس کے عوض میں ان کے مردوں کو چار آنے اور عورتوں کو دو آنے روزانہ ملیگا۔
(۱۱) شادی وغیرہ کی خوشی میں ہندوستانی گانے نہ گائیں۔
(۱۲) کسی قسم کی سواری کا استعمال نہ کریں۔

(۳) مانگ - ان کی تعداد قریباً ۲۵ لاکھ ہے، آدھے سے زیادہ حیدرآباد ریاست میں ہیں، چھ لاکھ کے قریب مدراس احاطہ میں ہیں، باقی بمبئی اور سی پی میں ہیں، ان میں بارہ ہزار کے قریب پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

(۴) چمار - ان کی تعداد تمام اچھوتوں میں زیادہ ہے۔ یوپی میں ۶۳ لاکھ، پنجاب میں ۱۱ لاکھ، بہار اڑیسہ میں ۱۳ لاکھ، باقی صوبوں میں تیس لاکھ، کل چار ایک کروڑ ۱۷ لاکھ ہیں، انہیں سے ۴۷ ہزار پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

(۵) مہار - (جن کو میریا مہرا بھی کہتے ہیں) ان کی تعداد ۵۸ لاکھ سے اوپر ہے، ڈاکٹر امبیدکار انہیں میں سے ہیں۔

| | |
|---|---|
| احاطہ بمبئی میں | ۱۴ لاکھ ۳۸ ہزار |
| مدراس میں | ۱۴ لاکھ ۱۳ ہزار |
| سی پی میں | ۱۲ لاکھ ۵۶ ہزار |
| ریاست حیدرآباد میں | ۱۰ لاکھ ۷۳ ہزار |
| دیگر صوبوں اور ریاستوں میں | ۲ لاکھ ۶۵ ہزار |
| میزان | ۵۸ لاکھ ۴۸ ہزار |

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ان میں ۶۶ ہزار سے زیادہ لوگ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں، یعنی قریب ۲½ فیصدی عموماً یہ لوگ مزدور پیشہ ہیں، اس لئے ملوں میں زیادہ کام کرتے ہیں، کچھ چوکیداری کا کام بھی کرتے ہیں، مدراس کے مہروں کی حالت سب سے زیادہ خراب ہے، لفظ مہار کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے، کوئی کہتے ہیں، یہ لفظ مہا ہاری (بہت کھانے والا) ہے اور کوئی کہتے ہیں مہا آریہ ہے یعنی آریہ سے بڑا۔ اسی طرح مہاراشٹر کے معنی مہا - راشٹر (بڑا ملک) بتلائے جاتے ہیں۔ دوسرے خیال کے لوگ اسے مہار، راشٹر یعنی (مہاروں کا ملک) کہتے ہیں، اسی طرح مرہٹی یا مہار امٹی یعنی مہاروں کی بولی۔ زیادہ تعلیمیافتہ مہار صوبہ بمبئی میں ہی ہیں، کہتے ہیں، پنجاب میں مہار یا مہر مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

## تعلیمی حالت

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں قریباً ۵ کروڑ اچھوت ہیں، ان میں سے صرف ۳ لاکھ کے قریب پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

ان میں سے ایک لاکھ ۴۵ ہزار بنگال اور آسام کے نام شدر ہیں۔ ۶۶ ہزار مہار ہیں، ۴۷ ہزار چمار ہیں، اور باقی ذاتیں ملا کر ۴۷ ہزار ہیں۔

نام شدر غالباً بنگالی زبان بولتے ہیں، چمار ہندی، اردو اور اڑیہ بولتے، مہار ہندی اور مرہٹی بولتے ہیں مرہٹی میں ان کے اخبار بھی ہیں۔

غرضیکہ اچھوتوں کی کثیر تعداد ہندی اور مرہٹی زبان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(قریب چالیس ہزار کی تعداد میں) لکھ پڑھ سکتی ہے، انہی میں ہمیں کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

ممالک متوسط اور برار (سی پی) میں قریب ۳۰ لاکھ اچھوت ہیں

| | | |
|---|---|---|
| مہار | ۱۲ لاکھ | مرہٹی بولنے والے |
| مانگ | ۱ لاکھ | |
| چمار | ۵ لاکھ | ہندی بولنے والے |
| ست نامی | ۳ لاکھ | |
| پن کا | ۲ لاکھ | |
| گانڈا | ۱ لاکھ | |

دیگر ۳۲ ذاتیں قریباً ۵ لاکھ ہندی یا مرہٹی بولنے والے ٭

# مسلمانوں کی بے اعتدالیاں

جب کوئی قوم اخلاقی حیثیت سے انحطاط اور پستی کی حالت میں پہنچ جاتی ہے تو اس کے تمام اعمال اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس اخلاقی زوال کے آثار ظاہر ہوتے رہتے ہیں، یہانتک کہ وہ مذہبی فرائض کے ادا کرنے اور دوسرے رفاہ عام کے کاموں میں بھی ایسا طریقہ اختیار کرتی ہے، جس سے بجائے ثواب کے عذاب اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔

بدنصیبی سے ہم مسلمان بھی آج کل اسی دور انحطاط سے گزر رہے ہیں، اس لئے ہمارے سب اعمال اور زندگی کے معمولی کاروبار میں بھی یہ اخلاقی کمزوریاں و خامیاں بدرجہ کمال موجود ہیں، اور ہم بجائے اصلاح کی کوشش کرنے کے ان کمزوریوں کو اصرار کے ساتھ جاری رکھنا چاہتے ہیں، مثلاً ہر ترقی پذیر قوم اپنے مذہبی و دنیوی مقاصد کیلئے محنت و تدبیر سے دولت حاصل کرتی اور اس کو نہایت مفید شخصی و قومی مقاصد پر صرف کرتی ہے، لیکن ہم چونکہ انحطاط و پستی میں مبتلا ہیں اس لئے ہماری حالت یہ ہے کہ دولت پیدا کرنے کے اسباب و وسائل سے یکسر بےخبر اور محنت و تدبیر سے عاری ہیں، اس لئے اول تو دنیوی دولت سے عموماً سعی و کوشش کا ثمرہ سے محروم ہیں، البتہ اگر حسن اتفاق سے کسی کو وراثتہً یا ذاتی کوشش و تدبیر سے دولت ہاتھ آبھی جاتی ہے تو وہ اس کو صحیح طریقہ سے اعتدال کے ساتھ صرف نہیں کرتا۔

ہمارے سامنے اس بے اعتدالی کی دونوں مثالیں موجود ہیں، یعنی کچھ دولتمند تو ایسے منحوس و بخیل ہیں جو جائز ضرورتوں پر بھی صرف نہیں کرتے، نہ خود اس دولت سے متمتع ہوتے ہیں، نہ اپنے اہل و عیال کے وہ حقوق ادا کرتے ہیں جو شرعاً و اخلاقاً ضروری ہیں، مذہبی یا قومی اغراض پر صرف کرنے کا تو ان کے سامنے کوئی سوال ہی نہیں، گویا ان کا مسلک یہ ہے کہ روپیہ صرف "جمع" کرنے کے لئے ہے اس لئے "خرچ" کی کوئی مد ان کے یہاں نہیں ہے، اس مسلک کے لوگ جب اپنی دولت چھوڑ کر مر جاتے ہیں، تو وہ عموماً بری طرح ضائع ہوتی ہے، اور جن لوگوں کے قبضہ میں آتی ہے وہ اس کو بڑی بیدردی سے بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔

اس کے برعکس ایک بڑی تعداد ہماری قوم میں ایسے ناعاقبت اندیش لوگوں کی بھی ہے، جو ہر جائز و ناجائز ضرورت پر آنکھ بند کر کے صرف کرتے ہیں، یہاں تک کہ اپنے بزرگوں کی جائداد اور سارا سرمایہ کلیتہً برباد کر کے بالکل تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، اور یہ تو ایک معمولی بات ہے کہ اگر وہ بالکل برباد نہ ہوئے جب بھی اس حد تک پستی میں پہنچ جاتے ہیں کہ دولت ضائع کرنے کے بعد آخر میں عسرت و تکلیف کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، اور اگر اتفاق سے کوئی غیر معمولی خرچ کا موقعہ پیش آجائے تو اس کو سنبھالنا ان کے قابو کی بات نہیں ہوتی، گویا ایسے با اصول اور اعتدال پسند لوگ، ہماری قوم میں بہت کم ہیں جو آمد و صرف کا توازن قائم کر کے میانہ روی سے زندگی بسر کریں

ہم روزمرہ اگر ایک طرف مسلمانوں کے افلاس، بے مائیگی، اور خستہ حالی کا رونا سنتے ہیں، تو دوسری طرف دولتمندوں کے اسراف، ناعاقبت اندیشی اور بداعمالی کے واقعات بھی ہمارے سامنے آتے ہیں اور ان اعمال کی بدولت بڑے بڑے خاندانوں کو برباد ہوتے بھی دیکھتے ہیں، گویا ہماری قوم افلاس و دولت دونوں حالتوں میں بدنصیب ہے، لہٰذا اگر مفلس واجب الرحم ہیں تو دولتمند بھی ان سے کچھ کم واجب الرحم نہیں،

یہ روزمرہ کے واقعات ہیں، کہ جب مسلمان تنگدستی میں مبتلا ہوتے ہیں تو قسمت کا گلہ کرتے اور اپنی داستان مصیبت ہر شخص سے بیان کرتے ہیں لیکن جب خوش نصیبی سے انہیں وسائل معاش میسر ہوتے ہیں، تو وہ اپنے مستقبل اور انجام سے غافل ہو کر خوب خرچ کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کا مزدور پیشہ طبقہ رحم و توجہ کے قابل ہے، بے شبہ یہ صحیح ہے لیکن یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے تجارتی شہروں میں جہاں کاروبار کی سرگرمی ہے، اور مزدوروں کو خاصی اجرت ملتی ہے، ان کی اخلاقی حالت نہایت پست ہے، وہ جو کچھ کماتے ہیں اس کا بڑا حصہ سینما، شراب نوشی، ادنیٰ درجہ کی عیاشی یا قمار بازی میں ضائع کر دیتے ہیں، ایسے بہت تھوڑے ہیں، جن کو شریفانہ خانگی زندگی کی راحت میسر ہو۔

یہ مثالاً عرض کیا گیا، مقصد یہ ہے کہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں "اعتدال" اور "حسن عمل" مفقود ہے، اس لئے بہتر سے بہتر قومی تحریک اور عمدہ سے عمدہ "سکیم" ہمارے طریقہ کار کی بدولت بے نتیجہ و بے سود ثابت ہوتی ہے، لیکن جب وہی تحریک یا اسکیم دوسروں کے ہاتھ میں آتی ہے تو سرسبز و کامیاب ہوتی ہے۔

مذہبی معاملات میں بھی ہمارا طریقہ عمل نہایت رسوا کن ہے، اعتدال یہاں بھی مفقود ہے، یعنی ایک طرف تو ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں، جن کی قدامت پسندی، تنگدلی، اور کوتاہ اندیشی کی یہ حالت ہے، کہ عقیدہ یا عمل کے خفیف سے اختلاف پر وہ دوسروں کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے ان کی عزت و آبرو کے درپے ہو جاتے ہیں، دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو اپنی غلامانہ ذہنیت اور اسلامی تعلیم سے قطعی بیگانگی کی بنا پر مذہب سے اس قدر بے نیاز ہو چکی ہے، کہ اس کے اعمال حیات میں مذہب کا شائبہ بھی نہیں، اس پر ستم یہ کہ وہ خوش ہے کہ مذہب و ملت اور مشرقی آئین و آداب سے اس نے آزادی حاصل کی لیکن عقل مآل اندیش ماتم کر رہی ہے، کہ دین و ملت سے یہ بے نیازی پروانہ آزادی نہیں بلکہ طوق غلامی ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے کہ ایک مسلمان کی ترقی کا راز صرف "عبودیت" میں پنہاں تھا، جب وہ خالق کائنات کے سامنے سرِ نیاز خم کرتا تھا تو ساری دنیا اس کے آگے جھکتی تھی لیکن جب اس نے اپنے معبود حقیقی سے سرکشی کی تو اسے دوسروں کے سامنے جھکنا پڑا، اور وہ حقیقی و واقعی آزادی جو "عبودیت" کے صلہ میں اسے حاصل ہوئی تھی، افسانۂ ماضی بن گئی۔

یہ تو مذہب کا انجام ہوا، اب دیکھنا یہ ہے کہ ترقی کی جدوجہد اور موجودہ سیاسی کشمکش میں مسلمانوں کا طرزِ عمل و طریقہ کار کس حد تک صحیح و نتیجہ خیز ہے؟ تو اس کی کیفیت یہ ہے کہ آج تک وہ اپنا سیاسی مسلک ہی متعین نہ کر سکے، ان میں اختلاف ہے، اور شدید اختلاف، اس لئے بحالت موجودہ ان کی ساری طاقت باہمی جنگ و پیکار میں ضائع ہو رہی ہے، اور اغیار ان کی کشمکش سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھ رہے ہیں۔

مسلمان سیاسی جدوجہد میں اس لئے حصہ لے رہے ہیں، کہ دوسرے بھی ایسا کر رہے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ اس جدوجہد سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے دوسرے اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اور مسلمان بجائے فائدہ کے خسارہ میں رہتے ہیں، اس کا سبب؟ وہی طریقہ کار کی غلطی اور بیراہ روی! کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ بہتر سے بہتر کام ہمارے ہاتھ میں آکر بدنما و ناموزوں صورت اختیار کر لیتا ہے، چنانچہ سیاسیات میں بھی یہ بلا ہم پر مسلط ہے، خصوصاً انتخابات کی کشمکش کے موقع پر ہماری اخلاقی کمزوریاں اور طریقہ کار کی خامیاں بڑی وضاحت سے ظاہر ہو جاتی ہیں۔

ایک طویل و مسلسل جدوجہد کے بعد بتدریج کچھ حقوق حاصل ہوئے ہیں، اور ہمیں ایک حد تک انتظام حکومت میں حصہ دیا گیا ہے، میونسپلٹیاں، کونسلیں اور اسمبلی اسی جدوجہد کا نتیجہ ہیں، جن میں ہمارے نمائندے ایک معین تعداد میں لئے جاتے ہیں، یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے، کہ اس نظام کا یہ مقصد ہے کہ ایسے فرض شناس اشخاص جو اپنا کام انجام دینے کی پوری صلاحیت و قابلیت رکھتے ہوں، بطور نمائندہ منتخب کئے جائیں۔ تاکہ حکومت کی مشین عمدہ طریقہ سے چل سکے، لیکن عملاً کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ چند اقتدار یافتہ لوگ اپنے اثر، قوت اور دولت کے زور پر میونسپلٹیوں، کونسلوں، یہاں تک کہ اسمبلی میں پہنچ جاتے ہیں، جس سے اس "ترقی یافتہ نظام" کا مقصد بالکل برباد ہو جاتا ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ جو لوگ اس طریقہ سے ہمارے نمائندے ہو کر جاتے ہیں وہ (باستثنائے چند) صحیح معنوں میں ہمارے نمائندے ہوتے ہیں، تو پھر اس جدوجہد سے کیا حاصل؟

صرف اسی کا رونا نہیں ہے کہ اس "ترقی یافتہ نظام" سے جو مقصد پیش نظر ہے، وہ پورا نہیں ہوتا، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ان انتخابات کے موقع پر ہماری بہت سی اخلاقی کمزوریاں بروئے کار آتی ہیں جن سے پوری قوم کی ذلت ہوتی ہے اور ہماری اخلاقی پستی میں کچھ اور اضافہ ہو جاتا ہے

یہ واقعات تقریباً ہندوستان کے ہر صوبہ میں پیش آتے ہیں، چنانچہ گزشتہ مہینہ میں میونسپلٹی کے الیکشن کے سلسلہ میں ہمیں اپنے صوبہ کے بعض اضلاع کے متعلق ایسے حالات معلوم ہوئے ہیں جو بیحد لائق افسوس بلکہ شرمناک ہیں، اب ہماری اخلاقی پستی اس درجہ پر پہنچ گئی ہے، کہ ووٹ فروخت ہوتے ہیں، یا یوں کہنا چاہئے کہ نیلام ہوتا ہے اور جو شخص سب سے زیادہ دام لگاتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے، لیاقت و قابلیت کا کوئی سوال نہیں۔

اس طریقہ سے ہمارے یہ نمائندے قوم میں بداخلاقی پھیلا رہے ہیں، اور "آزاد رائے" کو بے قیمت بنا کر یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ بلا معاوضہ کسی کو ووٹ نہ دینا چاہئے، اس خرید و فروخت اور ناجائز صرف کے علاوہ اس سلسلہ میں جو اور ناجائز کارروائیاں کی جاتی ہیں، وہ بھی کچھ کم لائق افسوس نہیں ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی جگہ کیلئے ایک سے زیادہ اشخاص کھڑے ہوتے ہیں تو ہر شخص اپنے حریف کو ذلیل و رسوا کر کے ناکام بنانے کی پوری کوشش کرتا ہے، ذاتیات پر شرمناک حملے کئے جاتے ہیں، اور آبرو باختہ لوگوں کو صرف زر کی بدولت شریک کار بنا کر حریف کو ضرر پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے، اس شرمناک طریقہ کار کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ اب کوئی شریف اور لائق شخص جو ملک و ملت کی خدمت کرنے کی صلاحیت تو رکھتا ہے لیکن دولتمند و با اثر نہیں، اور ان شرمناک طریقوں کو پسند نہیں کرتا باوجود قابلیت اور ذوق خدمت الیکشن میں کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کر سکے گا، اور صرف طالب جاہ و دولت مند باوجود اپنی ناقابلیت کے ہمیشہ کامیاب ہوتے رہیں گے گویا مسلمان اپنی قوم کے بہترین دل و دماغ رکھنے والے اشخاص کی خدمات سے محروم ہو جائیں گے، اس کے علاوہ جب ووٹروں کو اپنی رائے کی "نقد قیمت" حاصل کرنے کی چاٹ پڑ جائے گی، تو آئندہ جو اخلاقی تباہی اس سے قوم پر آئے گی، اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے ہمارے صوبہ کی طرح ہندوستان کے دوسرے صوبے بھی اس مصیبت میں مبتلا ہیں، چنانچہ پنجاب کے متعلق روزنامہ انقلاب کا حسب ذیل نوٹ اس حقیقت کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔

"بلدیات اور کونسلوں کے انتخابات کے موقع پر جو بددیانتی اور جعلسازی علی العموم کی جاتی ہے اس کے انسداد کی طرف معاصر محترم "ایسٹرن ٹائمز" نے واضعان قوانین اور حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے اور ہم معاصر موصوف کی پوری پوری تائید کرتے ہیں پچھلی دفعہ لاہور میں بلدیہ کا جو انتخاب ہوا اس میں تعلیم یافتہ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صریح طور پر جعلی ووٹوں کے بھگتانے والے راز فاش ہو جانے پر بھی قانونی طور پر ماخوذ نہ کئے جاتے تھے، نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ہر پولنگ سٹیشن پر جعلی ووٹوں کی بھرمار تھی اور سارے کا سارا انتخاب اسی نفرت انگیز گندگی سے ملوث ہو رہا تھا، ہم نے اس زمانے میں بھی اس مسئلہ کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائی تھی، اور اب پھر اپنے مشورے کا اعادہ کرتے ہیں، آئندہ دستور کے نافذ ہونے پر حق رائے دہی کا دائرہ وسیع تر ہو جائیگا، کونسلوں کے ووٹروں کی تعداد بڑھ جائے گی اور انتخابات پہلے سے بہت زیادہ وسیع ہو جائینگے، ضرورت اس امر کی ہے کہ بددیانتی کرنے والوں اور جعلی ووٹ داخل کرنے والوں کو عین پولنگ سٹیشن پر فی الفور گرفتار کر لیا جائے، اور اسی وقت ایک خاص عدالت میں جو اسی مقصد کیلئے قائم کی گئی۔ پیش کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرسری سماعت کے بعد قید بامشقت کی سزا دیجائے ہمارے نزدیک تو جعلی ووٹ دینے والوں اور پولنگ افسروں کے سامنے دروغ بافی اور غلط بیانی کرنے والوں کے مواخذہ کیلئے تعزیرات ہند کی وہ دفعات کافی ہیں، جو جعل و دغا پر عائد ہوتی ہیں، لیکن اگر ان کے اطلاق میں کوئی قانونی نقص ہو تو اس شرمناک حرکت کے انسداد کے لئے ایک خاص قانون وضع کرنے کے بعد نافذ کر دینا چاہیئے، تاکہ لوگ متنبہ ہو جائیں۔ اور جن کو اس کے بعد بھی انتباہ نہ ہو وہ عین انتخاب کے دن جیل خانہ میں داخل ہو کر اپنے ہمچشموں کیلئے عبرت کا باعث بنیں، ہمیں امید ہے کہ حکومت اس مطلوبہ قانون کے نفاذ میں سہولت پیدا کرے گی، کیونکہ ہمارے انتخابات کو پاکیزہ اور صحیح بنانے کا اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

یہ امر بیحد افسوسناک ہے کہ ہم اپنی قوم کی اخلاقی اصلاح کے لئے بھی حکومت سے امداد کے طالب ہوں، اور خود اصلاح سے قاصر رہیں، مگر چارہ کار کیا ہے؟ اگر ہم اپنی اخلاقی طاقت سے ان مفاسد کا انسداد نہیں کر سکتے تو حکومت کے ذریعہ سے یہ کام کرنا پڑے گا۔

بے شبہ اس قسم کی اخلاقی کمزوریاں ہندوستان کی دوسری قوموں میں بھی پائی جاتی ہیں، مگر ان میں کافی تعداد ایسے لائق و تعلیم یافتہ اشخاص کی بھی موجود ہے، جو اپنی قوم پر خاصہ اثر رکھتے اور صحیح طریقہ سے ان کی خدمت کر سکتے ہیں اس کے علاوہ ان کے نااہل بھی عموماً اپنے قومی مقاصد سے غفلت اور اپنا مطلب نکالنے میں پس و پیش نہیں کرتے اس بنا، پر ان کے قومی حقوق بڑی حد تک محفوظ ہیں، مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

(ماخوذ)

# مدراس کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی سادہ زندگی

## پنجابی نوجوانوں کی توجہ کے قابل

ان پنجابی نوجوانوں کو جو کہ فیشن کی لہر میں بُری طرح بہہ رہے ہیں مندرجہ ذیل سطور کا غور سے مطالعہ کرنا چاہیئے جو کہ کمبا کونم مدراس کے گورنمنٹ کالج کے ایک پروفیسر نے رسالہ کرانتی میں تحریر کی ہیں، اگر ہو سکے تو ان سے کچھ سبق حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

احاطہ مدراس میں طلباء کا تو کہنا ہی کیا، افسر لوگ بھی نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں، مثال کے طور پر ہمارے گورنمنٹ کالج کو لیجئے، ۱۵۰ لڑکے ایف-اے میں اور ۶۰ کے قریب بی اے میں ہیں، سب کے سب طالب علم کالج کو ننگے پاؤں آتے ہیں، جوتا پہننے کا یہاں رواج نہیں ہے، اگر کبھی کالج کے سالانہ دن پر کسی ڈرامے کیلئے طلبا کو جوتا پہنایا جاتا ہے تو وہ بیچارے چلنے سے معذور ہو جاتے ہیں، کالج کا ایک لڑکا بھی کوٹ نہیں پہنتا، کسی کے پاس ایک بھی پتلون نہیں ہے، سب طلبا دہوتی اور قمیص پہن کر کالج آتے ہیں، کالج سے واپس جا کر قمیص کو اگلے دن کے استعمال کیلئے اتار کر لگا دیتے ہیں۔

کنگھی، تیل، پوڈر، یا کریم کسی طالب علم کو معلوم نہیں ہیں، کالج کے ہوسٹل میں قریباً ۲۵ لڑکے رہتے ہیں ان میں سے ایک بھی دانت کا پوڈر یا کریم استعمال نہیں کرتا، سب نیم کی داتن سے دانت صاف کرتے ہیں، طلبا کا تو کہنا ہی کیا؟ ان کے والدین اور پروفیسر ہمیشہ زمین پر سوتے ہیں مدراس میں کھاٹ کے استعمال کا رواج نہیں ہے، سارے کالج میں ایک لڑکا بھی سیگرٹ نہیں پیتا، میں نے یہ سادہ عادات یہاں ہی نہیں بلکہ اس احاطہ کے اور جگہ کے کالجوں میں بھی پائی ہیں میں یہ بیان کردوں کہ کمبا کونم گاؤں نہیں ہے اسکی آبادی ۶۲۰۰۰ ہے، اور اسے جنوبی ہندوستان کا کیمبرج بولتے ہیں، اس کالج کے پرانے طلبا میں دنیا کے مشہور ریاضی دان رامانجم کے علاوہ رائٹ آنریبل سری نواس شاستری۔ دیوان مادہو راؤ جو کہ ٹراونکور، بڑودہ میسور کے مشہور دیوان ہوئے ہیں، مسٹر ٹی آر وینکٹ رامن شاستری سی-آئی-ای۔ مر بھاشم آئنگر ہائیکورٹ جج وغیرہ مشہور اصحاب کے نام لئے جا سکتے ہیں۔

اب پروفیسروں کی سنیئے، کالج کے پرنسپل فلسفہ کے پروفیسر ہیں، تنخواہ ۱۴۰۰ (ایک ہزار چار سو) روپیہ ماہوار ہے، عمر بھر انہوں نے شراب کو ہاتھ نہیں لگایا، ایک سگرٹ بھی نہیں پیا، زمین پر بیٹھ کر کیلے کے پتے پر دال، سبزی، چاول، صبح و شام کھاتے ہیں، کالج میں تو سوٹ پہن کر آتے ہیں، مگر سیر کے وقت صرف دہوتی اور قمیص پہنتے ہیں۔

اس کالج کے پرانے پرنسپل راؤ بہادر شیشو آئر میرے متر تھے، پنشن لینے کے بعد وہ اپنے گاؤں میں جو پال گھاٹ کے پاس تھا، آ بسے تھے، میں ان دنوں میں پال گھاٹ کالج میں پروفیسر تھا، انہوں نے مجھے باتوں باتوں میں بتایا کہ عمر بھر انہوں نے کبھی ایک سو روپیہ سے زیادہ کسی ماہ میں خرچ نہیں کیا، وہ کمبا کونم گورنمنٹ کالج کے پرنسپل تھے اور ۱۱۵۰ (ساڑھے گیارہ سو) روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے، وہ برہمنوں کے کوچہ میں ایک مکان میں جس کا کرایہ ۱۸ روپے ماہوار تھا رہتے تھے، گاڑی نہ رکھتے تھے، صبح و شام کالج کو پیدل جاتے تھے پاؤں پہ جوتا نہ تھا، ساری عمر انہوں نے ایک بھی کالر، نکٹائی، جراب کا جوڑا یا جوتا نہیں خریدا، یہ صاحب سنہ ۱۹۲۷ء میں پنشن پر ریٹائر ہوئے، اور اس کے بعد بھی آئی سی ایس کے ریاضی کے ممتحن تھے، یہ لکھنے کی ضرورت ہے کہ ان صاحب نے بھی شراب، گوشت، سیگرٹ وغیرہ کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا، کالج کے اکثر برہمن پروفیسر ہیں اور وہ ایسی ہی سادہ زندگی بسر کرتے ہیں، آج کل اس جگہ پانچ گزیٹڈ درجے کے پروفیسر ہیں، اور سب کے سب نہایت سادگی سے رہتے ہیں، پرسوں صبح بہت بارش ہوئی، کالج کے وقت میرا پڑوسی پروفیسر جو کہ مدراس کا ایم اے، آکسفورڈ کا ایم اے اور لنڈن کا بیرسٹر ہے، میرے پاس ننگے پاؤں دہوتی پہنے ہوئے آیا، اور بولا کہ "پتلون بھیگ جانے کے ڈر سے میں نے اسے چپڑاسی کے ذریعہ کالج کو بھیجدیا ہے، چلو ہم دونوں پیدل چلے چلیں، ایسے دن میں موٹر کو کیوں کیچڑ میں خراب کریں۔

یہ ہے جنوبی ہندوستان کی سادگی جس کے سبب سے آئی سی ایس اور دیگر امتحانوں میں ۸۰ یا ۹۰ فی صدی مدراسی کامیاب ہوتے ہیں، میں نے قریباً ۲۰ متروں سے جن کی تنخواہ ۵۰۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے، دریافت کرنے پر پتہ لگایا ہے، کہ سب کے سب زمین پر سوتے ہیں اور کوئی بھی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ خرچ نہیں کرتا۔

خدا سے دعا ہے کہ پنجابی بچوں کو فیشن سے بچاویں اور انہیں مدراسی طلبا جیسی سادگی کی طرف رجوع کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اکسوم —— حبش کا مقدس شہر

## بلقیس ملکہ سبا کی قبر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تلوار

ذیل کا دلچسپ مضمون ایک مصری اخبار نویس نے حبش سے شائع کیا ہے:۔

اکسوم عجیب شہر ہے، اور عہد جدید و قدیم کی عمارتیں اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے، آٹھ برس پہلے میں نے یہ شہر دیکھا تھا، مگر سرسری نظر سے، اب پھر میں نے اس کی زیارت کی اور اس وقت جبکہ اٹالین فوج اس پر قابض ہو چکی تھی، فاتحوں کا داخلہ بغیر کسی جنگ کے ہوا، حبشیوں نے شہر اس ڈر سے خالی کر دیا کہ اس کے کلیسے برباد نہ ہو جائیں اور اٹالین فوج نے بھی ایک گولی نہیں چلائی، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ شہر تمام حبشیوں کی نظر میں بیحد مقدس ہے اور اس کی بے حرمتی وہ کسی حالت میں بھی برداشت نہ کر سکینگے۔

اکسوم ایک پہاڑی ٹیلے پر آباد ہے جس کے چاروں طرف سر بفلک پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں، اس میں تمام مکان چھوٹے چھوٹے ہیں، مگر ہر مکان کے ساتھ سرسبز باغ ہے، لیکن شہر کی جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ اس کے کلیسے اور خانقاہیں ہیں۔

شہر کی آبادی صرف چار ہزار ہے، جس میں سے آدھی تعداد پادریوں اور راہبوں کی ہے، لیکن یہاں کی یہ خصوصیت عجیب ہے، کہ پادریوں اور راہبوں کو شناخت نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ان کا لباس بعینہ ویسا ہوتا ہے، جیسا کہ عام باشندوں کا ہے۔

### اکسوم اور حضرت ابراہیم

حبشیوں کا دعویٰ ہے، کہ اکسوم شہر کے بنانیوالے حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں، وہ کہتے ہیں، کہ حضرت ابراہیم فلسطین سے حبش میں آئے تھے، اور اس شہر کو آباد کیا جو بعد میں حبش کا پایہ تخت بن گیا۔

### تورات کی تختیاں

حبشیوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ دس احکام جو تختیوں پر لکھکر خدا نے حضرت موسیٰ پر نازل کئے تھے، وہ تختیاں بعینہ ابتک اکسوم میں موجود ہیں، جنہیں حضرت سلیمانؑ کا بیٹا منلیک جو بلقیس ملکہ سبا کے بطن سے پیدا ہوا تھا، اپنے والد کی وصیت کے بموجب بیت المقدس سے اکسوم میں لے آیا تھا اور یہ کہ منلیک نے اکسوم میں اپنی آمد کی تاریخ ایک چٹان پر کندہ کی تھی اور اس میں اپنا نام اس طرح لکھا تھا۔

"شہنشاہ حبش اور شیر ببر جو سبط یہودا سے نکلا ہے"

اس وقت سے آج تک حبش کے ہر شہنشاہ کا سرکاری لقب یہی ہوتا ہے۔

### "تاج کا شہر"

اکسوم کا دوسرا نام "تاج کا شہر" ہے اس نام کی وجہ یہ ہے، کہ حبش کے تمام شہنشاہوں کی تاجپوشی اسی شہر میں ہوتی تھی، یہیں آکر ہر شہنشاہ حبش کے قدیم تاریخی تاج کو پہنتا اور جشن مناتا تھا، لیکن موجودہ شہنشاہ نے یہ رسم توڑ دی اور اپنی تاجپوشی ادیس ابابا میں کی، اس واقعہ کی وجہ سے حبش کے پادری شہنشاہ سے بہت ناراض ہو گئے تھے مگر اس نے اپنے تدبر سے کوئی فتنہ پیدا نہ ہونے دیا اور انہیں راضی کر لیا۔

### توراۃ کا تابوت

حبشیوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ توراۃ کا اصلی تابوت بھی اکسوم ہی میں ہے، جب کبھی جنگ ہوتی ہے تو حبش کا شہنشاہ اس تابوت کو برکت کے خیال سے اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے جاتا ہے، چنانچہ اسی رسم کے مطابق موجودہ شہنشاہ بھی اس تابوت کو اکسوم سے لیا گیا ہے اور اس وقت ادیس ابابا میں موجود ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ شہنشاہ نے منت مانی ہے کہ اٹلی پر فتحیاب ہونے کے بعد اس تابوت کے رکھنے کے لئے ایک عالیشان کلیسا اکسوم میں تعمیر کر دے گا۔

### بلقیس کی قبر

میرے رہبر نے، جو ایک بوڑھا حبشی کاہن تھا، مجھے ایک قبر کے سامنے کھڑا کیا جو نہایت بوسیدہ ہے، اور جس پر کتبہ بھی لگا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔

کاہن نے قبر کو سجدہ کر کے کہا۔

یہاں ملکہ سبا بلقیس ہمیشہ کیلئے سو رہی ہے

موجودہ زمانہ کے علماء دوسرے ملکوں میں بلقیس کا پایۂ تخت تلاش کرنے کی بیفائدہ کوشش کر رہے ہیں، بلقیس حبشن تھی، اور ہمارے ہی ملک میں رہتی تھی، لیکن زلزلوں نے اس کا پایہ تخت برباد کر ڈالا، جس کے بعد اس کے بیٹے منلیک نے اس کی لاش یہاں اکسوم میں لا کر دفن کر دی، حبشیوں کو حق الیقین ہے کہ بلقیس حبشن تھی، اور ان کے اولین شہنشاہ منلیک کی ماں تھی، اور یہ کہ بلقیس کی سلطنت ارٹرا میں ساحل سمندر سے شروع ہو کر ماکال اور جھیل ٹاناما کے بھی آگے تک پھیلی ہوئی تھی، اور یہ کہ اس کے زمانہ کی سونے کی کانیں کوہ نیگری میں اب تک موجود ہیں۔

### عجیب و غریب آثار قدیمہ

میں نے اکسوم کے کلیسوں میں عجیب و غریب آثار قدیمہ دیکھے، جن کے بارے میں حبشیوں کو پورا یقین ہے، بعض کا ذکر میں کرتا ہوں:۔

(۱) اون کی ایک بہت ہی پرانی بوسیدہ چادر ہے جسکی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کہ سینٹ فرومنتوش کی ہے، جس نے حبش میں مسیحیت کی تبلیغ کی تھی۔

(۲) لوہے کا ایک تاج جو منلیک ابن سلیمان علیہ السلام کا بتایا جاتا ہے،

(۳) سفید کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسی نجاشی کے عمامہ کا ٹکڑا ہے جس نے ہجرت حبش کے موقعہ پر صحابہ کرام کو پناہ دی تھی۔

(۴) ایک تلوار جسے کہتے ہیں کہ حضرت بلال حبشی کی تلوار ہے۔

(۵) سونے کا ایک پیالہ جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ ان تحفوں میں سے ہے جو حضرت سلیمانؑ نے منلیک کو اس کی تخت نشینی کے موقعہ پر بھیجے تھے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## حضرت سلیمانؑ کا صندوق

اکسوم کا سب سے زیادہ پرانا اور سب سے مقدس کلیسا وہ ہے، جسے "کلیسائے صیہون" کہتے ہیں، اس کلیسے میں، قیمتی لکڑی کے کئی صندوق آہنی فریموں میں رکھے ہیں، حبشیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ صندوق حضرت سلیمان کے ہیں، اور ان میں ان کے وہ تحفے ہیں جو منلیک کے لئے اُنہوں نے بھیجے تھے۔

میں نے بہت اصرار کیا کہ کوئی ایک ہی صندوق کھولا جائے، تاکہ دیکھوں اس میں کیا ہے، مگر بڑے کاہن نے انکار کیا، اور کہا کہ شہنشاہ حبش کے حکم سے اور اس کی موجودگی ہی میں یہ صندوق کھولے جا سکتے ہیں۔ پھر اس نے آہ سرد بھری اور کہا۔

جب تک اٹالین اس شہر میں موجود ہیں، ان صندوقوں کے کھلنے کی امید نہیں کی جا سکتی۔ (ماخوذ)

## ہندوؤں کی مذہبی اعتقادات

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اس میں مذہب بدھ ہندوستان میں پیدا ہو چکا تھا، لیکن اس نے ابھی قوت نہیں پکڑی تھی، مگستھنیز بدھ درویشوں کا ذکر کرتا ہے اور ان کے اعتقادات سے بھی جو اس وقت پھیل رہے تھے، اور نیز برہمنوں کی مخالفت کا حال لکھتا ہے لیکن بدھ مذہب اس زمانہ کے بعد اشوک کی حکومت میں یعنی اڑھائی سو سال قبل مسیح میں ہندوستان کا حکومتی مذہب بن گیا۔

قیاساً تو ہندو مذہب ہمیشہ وید سے مشتق خیال کیا جاتا ہے، یہ کتابیں اس درجہ قدیم ہیں کہ استدلال انہی سے ہوا کرتا ہے، وید کے دیوتا نام کے تو رہ گئے ہیں لیکن عملاً اصلی مذہب میں بے انتہا تغیر ہو گیا ہے، ایک طرف تو جدید فلسفی مباحث انسان کی آئندہ زندگی اور دنیا کے انجام کے متعلق مذہب میں شامل ہو گئے ہیں اور دوسری طرف یہ امر محسوس ہوتا ہے، کہ برہمنوں کے مذہبی اصول نہایت سخت ہو گئے ہیں اعمال اور چڑھاووں پر اس درجہ زور دیا گیا ہے کہ گویا ان کی تاثیر دیوتاؤں کی قوت سے بھی بڑھ گئی ہے، سب سے زیادہ تو بیرونی اعمال ہیں، جو اس قدر بے معنی اور خشک اور پیچیدہ ہیں، کہ ان کی مثال دوسرے مذاہب میں نہیں مل سکتی، یہ معلوم ہوتا ہے کہ وید کی دنیا کو کسی سرد کرہ زمہریر کی ہوا نے ٹھٹھر اکر بے جان کر دیا ہے، وہ وید کے دیوتاؤں کا گروہ اور وہ قوائے فطرتی کا عجیب و غریب سماں جس سے رگوید کے سوکت بھرے ہوئے ہیں ہمیشہ کے لئے تلف ہو گیا۔ نہ تو آفتاب اپنے فتح کے رتھ پر سوار ہو کر آسمان پر چڑھتا ہے، اور نہ شفق اس کے آنے سے پہلے مشرق کی طرف اپنا تبسم دکھاتی ہے، موافق اور سازگار ہواؤں کے جھونکے ابر کی گایوں کو آسمان کی چراگاہ پر نہیں لیجاتے اور نہ ان کے پر آب تھنوں میں سے وہ موسلا دھار بارش ہوتی ہے، جو ہر شئے کو زندہ کر دیتی ہے یہ سارے شاعرانہ توہمات ختم ہو گئے، اور ان کے ساتھ ہی مذہب کی دلچسپی اور دلفریبی بھی ختم، اس مقام پر ہم برہمنی مذہب کی عبادت اور اعمال اور چڑھاوؤں کی تفصیلات میں نہیں جا سکتے، یہاں ہم صرف ان فلسفی اعتقادات کی طرف توجہ دلائیں گے، جو ہندو مذہب میں پھیل گئے ہیں اور ان کیلئے ہم منو شاستر سے کام لینگے کیونکہ منو میں برہمنہ اور اپنشد دونوں کے خیالات جمع کر لئے گئے ہیں۔

رگوید میں بھی دیوتاؤں کے خصائص کا زیادہ تعین نہیں ہے، اور اگرچہ انہی میں سے برہمنی دیوتا شیو اور وشنو پیدا ہوئے تھے، لیکن ان کے خصائص بھی غیر معین ہیں یہ گویا برہما کے اجزا ہیں، جو تمام مخلوقات میں سائر و دائر ہے، خود برہما کا مرتبہ برہمنی مذہب میں گم ہو گیا ہے وید میں تو وہ ساری مخلوقات عالم کا خالق اور حاکم ہے لیکن برہمنی مذہب کی یہ خالقی حیثیت باقی نہیں رہی ہے، وہ صرف ہر مخلوق میں سائر ہے، اور برے اور بھلے کے ساتھ ان کی کل زندگانی کے دائرہ میں ان کے دکھ درد خوشی غم میں شریک اور ان کے امتحانات اور روحانی ترقی اور تنزل میں اخیر تک ساتھ دینے والا رہ گیا ہے، منو لکھتے ہیں:-

"روح مطلق یعنی برہما تمام مخلوقات میں سائر ہے خواہ وہ اعلیٰ درجہ کے ہوں یا ادنیٰ درجہ کے، اس روح مطلق سے بے انتہا شکلیں اس طرح نکلتی ہیں جس طرح آگ سے چنگاریاں اور یہ شکلیں عالم کی مختلف مخلوقات کو حرکت میں لاتی ہیں۔ (منو شاستر بارھواں باب ۱۴ و ۱۵)"

جس وقت یہ اعتقاد ہو کہ روح مطلق تمام مخلوقات میں سائر و دائر ہے اور ساری مخلوقات اسی روح مطلق کا ظہور ہے، تو پھر لازم آیا کہ انسان ہر ایک ذی روح کا وہ خطرناک سے خطرناک درندہ یا ضعیف سے ضعیف کیڑا کیوں نہ ہو لحاظ رکھے۔

"جو شخص خود اپنے میں اس روح مطلق کا احساس کر لے جو تمام مخلوقات میں سائر ہے تو پھر اس کے نزدیک کل مخلوقات کا درجہ مساوی ہو جاتا ہے، اور وہ اعلیٰ درجہ کو پہنچکر برہما میں شامل ہو جاتا ہے (منو شاستر بارھواں باب ۱۲۵)"

"جو برہمن کسی سانپ وغیرہ کو مار ڈالے اور اس کا کفارہ دان کے ذریعہ سے نہ دے سکے تو اسے چاہئے کہ ہر ایک کے بدلے علیحدہ پرایسچت کرے، تاکہ اس کا گناہ دُھل جائے لیکن ایک ہزار ہڈی والے جانوروں یا ایک چھکڑا بھر کر بے ہڈی کے جانوروں کو مارنے کے لئے اس پر وہی پرایسچت لازم ہے، جو شودر کے قتل کرنے کیلئے (منو شاستر گیارھواں باب ۱۴۰، ۱۴۱)"

روح کا مفہوم خدا کے مفہوم سے علیحدہ نہیں ہے ہر ایک ذی روح کی روح، روح مطلق کا ایک جزو ہے عالم کے کل دیوتاؤں انسانوں اور حیوانات کی ارواح کا مجموعہ روح مطلق ہے، یہی متنوع اور غیر شخصی خدا ہے، جو تمام عالم کی قوتوں زندگیوں اور تغیرات کا منبع ہے روح مطلق تمام دیوتاؤں کا مجموعہ ہے اور عالم کا دار و مدار روح مطلق پر ہے، روح مطلق ہی تمام عالم کی ذوی الارواح کے افعال اور حرکات کا سبب ہے (منو شاستر بارھواں باب ۱۱۹)"

برہمن مذہب میں دنیا کا قادر مطلق کوئی ایسا جوہر نہیں جس کو انسان کا متخیلہ پا سکے، یہ صرف ایک غیر مادی سبب ہے جس کی مقاومت نہیں ہو سکتی اور تمام عالم میں سائر و دائر اور عالم کو چلانے والا ہے وید کے زمانہ میں جس طرح پوجاری اگنی کو قادر مطلق سمجھتا اور بعض وقت یہ خیال کرتا ہے، کہ خود اس کی رگوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگنی دوڑ رہا ہے، اسی طرح برہمنی مذہب میں برہما کا درجہ مانا گیا ہے۔ منو لکھتے ہیں :-

" انسان کو چاہیئے کہ روح مطلق (وجود مطلق) پورش کو تمام عالم کا بادشاہ اور حاکم مانے وہ چھوٹے سے چھوٹے ذرہ سے بھی چھوٹا ہے اور خالص سونے کی طرح چمکتا ہے، اس کا ادراک صرف دماغ خواب یا مراقبہ کی حالت میں کرسکتا ہے، بعض اسے اگنی کے نام سے پکارتے ہیں، بعض منو اور پرجاپتی کے نام سے بعض اسے اندر کہتے ہیں، بعض روح اور بعض ازلی برہما، وہ پانچ شکلوں میں تمام عالم کی مخلوقات میں سائر و دائر ہے، اور انہیں پیدائش نمو اور انحطاط کے ذریعہ سے اس طرح حرکت میں رکھتا ہے، جیسے گاڑی کا چاک حرکت کرتا ہے (منوشاستر بارہواں باب ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴)"

غرض یہ ہمہ اوست کا مذہب ہے، لیکن آریوں کا ہمہ اوست نہیں ہے جس میں کل قوائے فطرتی بجائے خود خدا تھے۔ مگر کیسے خدا جن میں شان و شوکت، رنگ و بو، صورت، آواز، رحم و غضب موجود تھے، یہی خصائص ان خداؤں کو اپنے بندوں کیلئے آشکار کئے ہوئے تھے برہمنی مذہب کا ہمہ اوست پوشیدہ ہے، اب بھی وہ عناصر میں موجود ہے، لیکن اس طرح جس طرح کوئی قیدخانہ میں ہو، اس کی اصلی عظمت و شان بالکل جاتی رہی ہے، نہ اس میں جسم ہے نہ صورت نہ ارادہ نہ جان اور جو کوئی مخلوق گناہوں سے پاک ہوجائے، وہ اس کا مماثل بنجاتا ہے یا اس میں جذب ہوجاتا ہے، اس اخیر سعادت جاودانی تک پہنچنے کے لئے ہنود کے متخیلہ نے ایک غیر محدود سلسلہ زندگیوں کا فرض کیا ہے، انسان کی زندگی غیر محدود ہے، جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہ اس سے پہلے بہت سی زندگیاں بسر کرچکا ہے، جو بڈھا مرتا ہے، اسے ابھی بہت سی زندگیوں کا سلسلہ بہت سی صورتوں میں طے کرنا باقی ہے۔ مسئلہ تناسخ جو کل مذاہب ہند کا (جس میں مذہب بدھ بھی شامل ہے) اصولی مسئلہ ہے، انسان کے اعمال پر مبنی ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی ایک زندگی میں جس قسم کے اعمال کرتا ہے، انہیں کے مطابق اس کی آئندہ زندگی معین ہوتی ہے، اس مسئلے کو منو نے بہت تصریح سے بیان کیا ہے، ان اعمال نیک یا بد کی رو سے جو انسان سے سرزد ہوں، وہ آئندہ زندگی میں معزز یا ذلیل پیدا ہوگا اس کی روح کسی برہمن یا ولی یا دیوتا یا چنڈال میں جنم لیگی، یا کسی گائے، سؤر یا سانپ میں۔ منو لکھتے ہیں :-

" اگر انسان کا نفس زیادہ تر نیک کام کرے اور برا کام کم کرے، تو اس کو جنت میں اپنے عناصر خمسہ (یعنی جسم) کے ساتھ خوشی ملیگی، لیکن اگر انسان کا نفس زیادہ تر بدی کرے اور بھلائی کم کرے تو وہ اپنے عناصر خمسہ سے علیحدہ ہوکر یم یعنی مالک دوزخ کے عذابوں میں مبتلا ہوگا، نفس یم کے عتاب سہنے کے بعد پاک ہوکر پھر انہیں پانچ عناصر میں داخل ہوجائیگا، یعنی دوبارہ پیدا ہوگا، پس انسان کو چاہیئے کہ اس نتائج کو جس کا دار و مدار نیک و بد اعمال پر ہے، اپنی عقل سے معلوم کرکے ہمیشہ نیکی کی طرف متوجہ ہو (منوشاستر بارہواں باب ۲۰ و ۲۳)"

" جو لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ مدت دراز تک سخت عذاب جہنم میں رہنے کے بعد مندرجہ ذیل صورتوں میں پیدا ہوتے ہیں، برہمن کا قتل کرنے والا کتے یا سؤر یا گدھے یا اونٹ یا گائے یا بکری یا بھیڑ یا ہرن یا چڑیا یا چنڈال یا ملیکش کی صورت میں پیدا ہوگا، وہ برہمن جو کسی برہمن کا سونا چرائے، ہزار مرتبہ مکڑی، سانپ چھپکلی، آبی جانوروں اور خطرناک پشاچ کی صورتوں میں سے گذریگا (منوشاستر بارہواں باب ۵۵، ۵۷)"

پس گویا انسان کی عقبیٰ کا دار و مدار مذہب عیسوی کی طرح کسی خاص فعل پر نہیں، اور نہ انسان کی اخیر حالت اور توبہ پر، بلکہ اس کے کل افعال کے مجموعہ پر ہے اور اس مجموعہ میں خفیف سے خفیف فعل بھی اپنی قیمت اور حیثیت رکھتا ہے۔ منو لکھتے ہیں۔

" وہ افعال جو خیال اور زبان اور جسم سے پیدا ہوتے ہیں، ان کے نتائج یا تو اچھے ہوتے ہیں یا برے، انہیں افعال سے انسان کی مختلف حالتیں پیدا ہوتی ہیں، یعنی اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ۔ (منوشاستر بارہواں باب) "

یہی اعتقادات ہیں جو ہندو کو سخت ریاضت کا پابند کر دیتے ہیں، اور خفیف سے خفیف کام کے کرنے اور چھوٹی سے چھوٹی حاجت نکالنے کو بھی اس کی مرضی پر نہیں چھوڑتے، ادنیٰ سے ادنیٰ بے احتیاطی یا غلطی بھی شدید نتائج پیدا کرتی ہے اور ان نتائج سے بچنے کیلئے غلطی کے بعد ہی سخت طہارت اور عبادت کے ذریعہ سے اس کو رفع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے ان غلطیوں ان گناہ صغیرہ کی نسبت انسان کی رائے کچھ کام نہیں آتی، نہ اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے کہ گناہ کرتے وقت کسی نے دیکھا یا نہیں دیکھا، گنہگار خود اپنے فعل کے نتائج کو سمجھتا ہے اور اسکو مٹانے کیلئے بعض صورتوں میں نہایت سخت کفارہ دینے کیلئے تیار ہوجاتا ہے، منوشاستر کے اس باب کو جس میں پرایسچت یعنی کفاروں کا بیان ہے :- دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے، کہ اس زمانہ میں جس کا ہم ذکر کررہے ہیں، ہندو کن سخت زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور ویدی زمانہ کی آریہ آزادی اور اس زمانہ کی جکڑ بندی میں کسقدر فرق عظیم تھا، وہ قدیم آزاد اور خوشحال مخلوق مر مٹی تھی اور اس کی جگہ ایک ایسی مخلوق نے لی تھی، جو آنکھ بند کئے ہوئے حیوانات کی طرح بلا آرام اور چین بلا کسی وقفہ کے شدید مصیبت کی بادیہ نوردی میں مبتلا تھی، یہ تھی حالت قدیم برہمنی مذہب کی اور جدید برہمنی مذہب بھی کم و بیش یہی ہے، صرف فرق اسی قدر ہے کہ مذہب بدھ کی رحمدلی اور ہمدردی نے اسے بہت کچھ نرم اور شیریں کردیا ہے،

اس قدیم برہمنی مذہب کی سختیوں نے انسان کو اس درجہ جکڑ بند کردیا تھا کہ وہ دن آنے والا تھا جب اس کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ جائیں۔

انسانی زندگی کا ہر فعل اس طرح باندھ دیا گیا تھا اور اس کے نتائج ایسے شدید دکھائے گئے تھے کہ متخیلہ مایوسیوں سے بھر گیا تھا، اور زندگانی وبال ہوگئی تھی، بجز فنا کے کچھ نظر نہیں آتا تھا، اطالیہ کے مشہور شاعر دانتے نے اپنی کتاب "جہنم" میں جن عذابوں کی تصویر کھینچی ہے، ان سے کچھ اندازہ ان مظالم کا ہوسکتا ہے جن سے برہمنوں نے ہند کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باشندوں کو چاروں طرف گھیر رکھا تھا، یہ عذاب پیدائش کے ساتھ شروع ہوتے تھے اور سالہائے دراز تک بڑھتے ہی جاتے تھے، یہاں تک کہ انسان اس لائق ہو کہ وہ روح مطلق میں جذب ہو جائے یعنی فنا ہو جائے برہمنوں کی مذہبی سختی نے مخلوق کے دل میں نجات کی تمنا اس شدت سے پیدا کر دی تھی، کہ آخر کو وہ نجات مل ہی گئی۔ اس زمانہ کے کئی صدیوں بعد روما میں بھی اگرچہ بہت ہی مختلف اسباب سے یہی حالت پیدا ہوئی، اور مسیح کا ظہور ہوا،

ہندوستان کے لئے بھی ایک شیریں کلام ہمدرد و رحمدل مسیح آنیوالا تھا، اور اس کی آواز تمام ایشیا میں گونجنے والی تھی، وہ کروڑوں مخلوق جو خدا تنگ کے عذاب میں صدیوں سے پس رہی تھی، جس کو مذہبی اعتقادات اور مذہبی قانون کی زنجیروں نے ایک دائمی مصیبت میں جکڑ رکھا تھا، دفعتہً جاگ اٹھی اور اسے یہ محسوس ہوا، کہ مایوسیوں کے جلانے والی سموم کی جگہ رحمت و امید کی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی، یہ نجات کا لانے والا یہ ہند کا مسیح شاکیا منی تھا، جو مذہب بدھ کی خوشخبری کو تمام عالم میں پھیلانے والا تھا۔ (ماخوذ)

# زریں اقوال

(۱) بندر کو گھی اور گدھے کو زعفران نہیں پچتا، اسلئے نااہل کو دانائی کی باتیں نہ سُنا۔

(۲) زر پرستی سے اگر دل کالا نہیں ہوتا، تو روپیہ مٹھی میں رکھنے سے ہاتھ کالا کیوں ہو جاتا ہے۔

(۳) سچا عابد باغ انسانیت کا پھول ہوتا ہے وہ جس زمین پر قدم رکھتا ہے وہ سونا بن جاتی ہے جس چیز کو چھوتا ہے، ہیرا ہو جاتی ہے اس کا ہر ایک خیال مغموم دُنیا پر پھول برساتا ہے

(۴) کسی شخص کو اس بات کا اقرار کرنے میں نادم نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ غلطی پر تھا، کیونکہ یہ کہنا بعینہ یہی مطلب رکھتا ہے کہ وہ کل کی نسبت آج زیادہ سیانا ہے، تاہم ترقی کا سب سے پہلے زینہ تقویٰ ہے، جن بزرگوں کی زندگیاں دنیا میں مہر و ماہ بن کر چمکی ہیں وہ سب اسی زینہ سے ہو کر گذرے ہیں۔

(۵) سالہا سال کی میل ایکدم کپڑے سے نہیں چھوٹیگی تحمل سے کام کئے جا۔

(۶) نیک نصیب ہیں وہ جنہوں نے کہ بھگتی اور عبادت کی جنس اس بازار دُنیا سے خرید کی، کیونکہ اس سے بڑھکر اور کوئی نیک بیوپار نہیں۔

(۷) ہم بلحاظ کاموں کے جیتے ہیں نہ بلحاظ سالوں کے، بلحاظ خیالات کے جیتے ہیں نہ بلحاظ سانس کے، سال بھی سب کے گزرتے ہیں، اور دم بھی سب کو آتے ہیں لیکن اسی شخص کا دم اور عرصہ زندگی دُنیا کیلئے غنیمت ہے جو اپنی زندگی کو صحیح کاموں کے سانچے میں ڈال کر دنیا کے لئے روشنی کا ایک جگمگاتا ہوا مینار کھڑا کر دیتا ہے۔

(۸) چند روزہ محنت اور مشقت سے اگر عیش جاودانی ملتا ہے، تو کوئی بُرا سودا نہیں بے سوچے سمجھے کر ڈال۔

(۹) متکبر کو کبھی عمدہ باتیں نہ بھائیں گی، خواہ تو سونے کے ورقوں میں بھی لپیٹ لپیٹ کر اسے دے۔

(۱۰) علم وہ آئینہ ہے جس میں عیب و ہنر کی صورت نظر آتی ہے۔

(۱۱) سخاوت یہ ہے کہ تم اپنی حیثیت کے موافق ہر شخص کی حاجت روائی کرو۔


# مندرجہ ذیل آپ مُفت حاصل کر سکتے ہیں!

177

**رسالہ امراض مخصوص مرداں** } اس رسالہ میں مردوں کی خفیہ امراض کی وجہ تسمیہ، علامات وغیرہ کا پورا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور گم شدہ طاقت بحال کرنے کیواسطے اصول و نسخہ جات ہیں، اخیر میں اوشدھالیہ کی تیار کردہ ادویات ہیں، یہ لکھنا چاہیئے کہ شادی شدہ ہیں، طالب علم ہرگز درخواست نہ کریں، ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔

**لیکچر ہندوستانیوں کی جسمانی کمزوری** } یہ لیکچر کوی ونود وئید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وئید نے ایس پی ایس کے ہال میں جادو کی لالٹین سے دیا تھا۔

**رسالہ ملیریا بخور** } اس میں ملیریا موسمی بخار کی مکمل تشریح ہے، ہر ایک شخص کو اس رسالہ کو پڑھنا چاہیئے، کیونکہ کوئی گھر اس بیماری سے خالی نہیں رہتا، ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت منگوالیں۔

**رسالہ اَمرت** } مشہور و معروف دوائی امرت دھارا جو ایک ہی دوائی کل امراض کا علاج ہے، اس کی مکمل تشریح اس کے اندر ہے۔

**فہرست ادویات** ۔ امرت دہارا اوشدھالیہ کی تمام ادویات کی فہرست بھی مفت بھیجی جاتی ہے۔

## سنوّ سالہ عجیب کیلنڈر مُفت

**خط و کتابت و تار کیلئے پتہ :- امرت دہارا ۵۳ لاہور**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ!

## اکسیر البدن (رجسٹرڈ) دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلا شبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں، کیونکہ دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

### جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خان ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے، مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام ہو گیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے، ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

## دنیا میں تو موتی سرمہ کی ہی دھوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے، ضعف بصر، گرے جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، ڈھلکال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانو سے بھی بہتر پاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ۲/۸)
محصول ڈاک علاوہ

## ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سرمہ مفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کا موتی سرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کروایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہو گئے ہیں، اب وہ غرباء میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیدن خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے۔"

## اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیر آنا، بے چینی، سستی، اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عنہ۲۰/) محصول ڈاک علاوہ۔

### اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جس کی عمر ۴۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی کو استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی، جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

## تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے، سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النساء کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف، ناسور، جلے ہوئے، آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ، تقریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے، مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے، قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

### تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایرایریز ویری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے، یہ تریاق ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جس میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ در گور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت تین روپیہ، محصول ڈاک علاوہ

## تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے، لہٰذا بذریعہ خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

## موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، ایک روپیہ، محصول ڈاک علاوہ

## رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت تارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر انعمت غیر مترقبہ ہے اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایکماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے، قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

## اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤ گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، گرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے، دماغ حافظہ اور ذہن کو تقویت پہنچانے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے، محصول ڈاک علاوہ

## قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے، پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے، اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایکصد گولی کی قیمت دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

## افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اسکا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں بہت جلد انشاء اللہ اس بلا سے نجات دلادیں گی، قیمت یکصد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھُن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اُکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ۔

## بائیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بائیس سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

## اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ، کیونکہ یہ ایسا نامراد موذی مرض ہے کہ نہ اُٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے، حتیٰ کہ انسان کو کسی پہلو بھی تو چین نہیں آتا، پھر اس کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے، خداوند تعالیٰ ہر فرد بشر کو اس موذی مرض سے بچائے، ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور بڑے تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے جو انشاء اللہ زیادہ سے دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے انسان کا چھٹکارا کرادیتی ہے، قیمت تین روپے، محصول ڈاک علاوہ

## مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اسکے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ در گور بنا دیتا ہے لگجاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے، جس طرح لاحول" سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

## بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی ایک آنہ

محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ :- مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah


آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے بجائے ۱؍صہ کے صرف ۸؍عہ

# موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے بجائے ۱؍صہ کے صرف ۸؍عہ

## بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے، مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانکؒ (۹) حضرت بابا نانک کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے ہمیشہ حامی و مددگار رہے، اور سکھوں کے پانی کی جگہ انہوں نے اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ بےنظیر کتاب ہے، قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ، محصول ڈاک علاوہ

## مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا، کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا، ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت ۵؍ محصول ڈاک علاوہ۔

## سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے، جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

## سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بےنظیر تحفہ قیمت صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

## ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں، (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) حضرت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آج تک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

## آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کی وبا کی آندھی چلی تھی اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی میں بھی ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد چھ آنے، جو تقریباً اصل لاگت ہے، ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اسکی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

## گائے اور سکھ دھرم ار، گورو کی بانی (گورمکھی میں) ار

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے صرف ۸؍عہ محصول ڈاک دس آنہ علاوہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر اخبار نور نور بلڈنگ ضلع گورداسپور پنجاب